التناسخ

بسلسلہ نمبر ۲

بیادگار حضرت حجۃ الاسلام مجدد دین رسول انام جناب
غفرانمآب نور ضریحہ منجانب ادارۃ التبلیغ لکھنؤ

مصنفہ مجتہد العصر والزمان معین العلماء مولانا سید احمد صاحب
علامہ ہندی مدظلہ العالی مصنف حمایت الاسلام و
(فلسفۃ الاسلام وغیرہ)

باہتمام جناب داروغہ سید محمد صاحب در ماہ شعبان سنہ ۱۳۳۶ھ

در مطبع تصویر عالم لکھنؤ شایع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آداگون وجنم جو ہندو مذہب کا ایک دینی اور مذہبی مسئلہ ہے اور بعض حکماء متقدمین بھی اس مسئلہ کے حامی رہے ہین اور متکلمین اسلام وحکماء سابق کے مابین اس مسئلہ مین بڑی طبع آزمائیان ہوئی ہین اکثر احباب کا ہم سے اصرار رہا کہ کچھ خیالات کا اپنے اظہار کرین چونکہ ہم فلسفۃ الاسلام کی تصنیف کا سلسلہ جاری کرچکے ہین اور اکثر علوم مین الحمدللہ لکھ چکے ہین مثل طبعیات، کیمسٹری، ہیئت، جیالوجی، بیالوجی، جغرافیہ طبعیہ، میتھڈولوجی وغیرہ کے خیال تھا کہ جب ہم مستقل علم النفس و فزیالوجی پر بحث کرین گے اُسوقت اس مسئلہ پر خواہ مخواہ مفصل و بسیط نظر کیجا دیگی لیکن احباب کے اصرار نے مجبور کیا تاکہ مختصر اس بارے مین علٰحدہ کچھ لکھدین اور یہ کارآمد و ضروری مسئلہ جلد طالبان علم کے مطالعہ مین آجاوے لہذا خوشنودی احباب کی غرض سے ہم اجمالاً اس مسئلہ پر اپنی تحقیق پیش کرتے ہین اور خدا سے اُمید ہے کہ رحم و کرم سے اپنے ان چند سطور کو قبول فرماوے آمین ثم آمین۔

جنم کا مسئلہ دو طرح پر بتایا جاتا ہے۔

(۱) انسان اپنے اعمال و کردار کی بدولت دار دنیا مین ہمیشہ اس چولے کو ترک کرکے دوسرا چولا اختیار کرتا ہے انسان ادنیٰ صورت حیوان کی اور کبھی نباتات کی اختیار کرتا ہے اور پھر نباتات سے جسم حیوانی اور جسم حیوانی سے جسم انسانی حاصل کرکے اس الٹ پھیر کے ذریعہ سے دکھ سکھ حاصل کرتا ہے اور یہی طریقہ اُسکی جزا سزا کا خدا نے مقرر کر رکھا ہے۔

(۲) انسان بحیثیت ممکن الوجود ہونیکے ناقص الخلقت ہے اُسکے نقصانات تکوینی کی اصلاح کیواسطے خالق موجودات نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اُسکی انسانیت مختلف اجسام مین حلول کرتے ہوئے ایک نکھری ہوئی خلقت ہوجاتے ہین اور مختلف برنون مین داخل ہو کر عیوب و نقائص تکوینی اُسکے دور ہوجاتے ہین۔ ان دونون نظریون پر غور کرنے سے پہلے ہم کو قانون ترکیب پر غور کرنا چاہیے۔

ترکیب کا قانون طبعی

تمام مرکبات عالم کا قانون ترکیب یہ ہے کہ جن چیزون مین کشش کیمیائی یا الفت کیمیائی ہوتی ہے وہ مفردات آپس مین ملکر ایسا مرکب بناتے ہین جسکو اپنے بنانیوالے مفرد یا مرکبون سے اصلا مشابہت نہین رہتی نہ صورتین نہ صفات مین (مثال) گندک پارہ ملنے سے شنجرف بنتی ہے پس ترکیب اُسیوقت ہوگی جب باہم عقد کی کشش ہو ورنہ مرکبات کا وجود نہین ہوسکتا جن چیزوںمین عقد کی کشش نہین ہے لہذا انکے مرکبات کا بھی دنیا مین وجود نہین ہے یہ ایک مسلمہ بات ہے جس سے انکار سائینس کو جھٹلانا ہے۔

اب اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھو۔

حدیث مین ہے خدا نے مخلوق کو خالص و غیر خالص بنایا آپس مین اختلاف والفت قرار دی اور ذائقہ و طعم مقرر کیے (عیون الاخبار، توحید شیخ صدوق بحار الانوار) صاف بتایا ہے کہ مخلوق دو طرح پر ہے ایک خالص یعنی مفردات و عناصر جسمین کسی دوسری شے کی آمیزش نہین ہے۔ دوسرے غیر خالص یعنی مرکبات جو چند مفردون کی آمیزش سے بنتے ہین ان دونون حالتونکی وجہ بتائی ہے کہ بعض مفردات کو بعض سے اختلاف ہے یعنی اُنمین عقد کی کشش نہین ہے اور بعض کو بعض سے اُلفت ہے یعنی عقد کی کشش ہے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ بعض مرکب کی شکل مین ہین اور بعض مفرد کی حالت مین دالا سب

موجودات ایک شکل مین پائے جاتے اور عقد کی کشش نہوتی تو کوئی شے مرکب
عالم مین دنیا مین موجود نہوتی اور اگر منافرت کیمیائی نہوتی تو کبھی دنیا مین مفرد
کا وجود نہ ہوتا فلسفہ جدید و فلسفہ اسلام اس بارے مین متحد ہین روزمرہ کا
بھی یہی مشاہدہ ہے تمام مرکبات عالم کی ترکیب کا جب یہی ایک اصول ہے تو
ترکیب انسانی بھی اس اصول سے خالی نہین۔

انسان اُسیوقت بنے گا جب اُسکے اجزاء باہم اُسی وزن و تناسب سے مجتمع ہون
جو اُس مرکب کے لئے ضروری ہین والا انسان کا وجود نہین ہو سکتا۔اسی
طرح سے اجزائے انسانی جب اُسی تناسب و وزن کے ساتھ جمع ہونگے تو
انسان ہی بنے گا گھانس پات اونٹ بیل نہین بن سکتا (مثال) ایک سیر
سرکہ اور پاؤ بھر شکر ملا کر آنچ دو اُتنی جسمین قوام ہو جاوے سکنجبین تیار ہوگی
کوئی معجون واطریفل نہین بنے گا جو صفات و خواص سکنجبین کے ہین وہی پائے
جاوینگے کسی دوسرے مرکب کا خاصہ اُسمین پیدا نہوگا اب اس تناسب کی رعایت
نہ کرو مثلاً سیر بھر شکر پاؤ بھر سرکہ ڈالدو اختلاف وزن سے سکنجبین نہ بنیگی یا
اسقدر آنچ تیز کردو کہ سرکہ جل جاوے تب بھی سکنجبین نہ بنیگی یا خفیف حرارت
دیکر اوتار لو سکنجبین پختہ نہ بنے گی۔

تمام مرکبات عالم کی یہی حالت ہے دو مختلف حقیقتین ایک نہین ہو سکتین نہ دو
مفردونکے ملجانے کے بعد مرکب اپنے صفات سے متصف ہو سکتا ہے جب یہ
اصول مسلم ہے تو سوال ہوتا ہے۔

کیا انسان گھانس پات اور دوسرے حیوانات بن سکتا ہے

اسکی دو صورتین ہین۔ ایک یہ کہ مفردات انسانی تحلیل ہو کر مرنے سڑنے گلنے
کے بعد حیوان و نباتات کی صورت اختیار کرین۔ بیشک ایسا ہی ہوتا ہے انسانی
مفردات دوسرے مفردات سے ملکر ایک نیا مرکب بناتے ہین آدمی کو شیر بھیڑیا

چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہے وہ گوشت ہڈی درندہ کا جزو بدن ہو جاتا ہے۔ آگ مین جلکر انسان خاک سیاہ ہو جاتا ہے جلنے والے اجزا جل جاتے اور مٹی مین ملکر عمارتو نکے کام آتے ہین نباتی اجزا مین اُنکے ضروری اجزا صرف ہوتے ہین کاربن جسم انسانی کا نباتات وحیوانات مین شریک ہو جاتا ہے اور دیگر مفردات دوسری بناوٹو نمین صرف ہوتے اور تحلیل ہوتے رہتے ہین اُسکو قرآن مجید مین خدانے فرمایا ہے " منها خلقناكم وفيها نعيدكم " تم زمین سے خلق کئے گئے ہو ارضی مفردات تمھاری ساخت کا جزو اعظم ہین (دیکھو آرگینک کیمسٹری مین اس بحث کو اور ہمارے فلسفۃ الاسلام کیمسٹری کو) اور یہ تمھارے اجزا جن چیزون مین سے لیے گئے تھے اُنھین مین پھر عود کر جاتے ہین۔

انسان ہی پر منحصر نہین یہ تو تمام مخلوقات عالم مین بگاڑ بناؤ ہے۔ نباتات سڑتے گلتے ہین اُسمین جتنے تخمیر کے مادے ہین اُنمین کیڑے مکوڑے اور جاندار پیدا ہوتے ہین۔ کاربن سے معدنی کوئلہ اور دیگر اشیا کا وجود ہوتا ہے گھانس پات کھا کر جسم حیوانات مین نمو اور بالیدگی ہوتی ہے اور وہ جسم انسانی وحیوانی کا جز بنتے ہین۔

خدا نے انسانی زندگی کو صاف تشبیہ دیکر بتایا ہے اور اس روزانہ مشاہدہ کا اسطرح سے بیان کیا ہے " فانزلنا به الماء فاخرجنا به من كل الثمرات كذلك نخرج الموتى لعلكم تذكرون " (سورہ اعراف) ہم نے ابر سے پانی برسایا اور اُسی سے ہر قسم کی روئیدگی اور پھل پیدا ہوتے ہین اسیطرح سے مردہ بھی زندہ ہونگے شاید کہ تم سمجھو۔ بیشک زمین کی سڑی گلی مٹی مین نباتی تخم کی روئیدگی اس پانی سے ہوتی ہے اور برسات مین لہلہاتی گھانس وسبزہ زاری خشک میدانون کو تختۂ زمردی بنا دیتی ہے۔

اسیطرح سے جاندار تخم زمین مین اور مردہ سڑی گلی حیوانی مادے جیتے جاگتے ہر
چہار طرف دفعتاً اوڑتے اور دوڑتے نظر آتے ہین کیمسٹری مین کیفیت تخمیر
(فرمینٹیشن) کو بڑھ کرلی نٹروجن دار شے سڑنے یعنی اجزاء متفرق ہونے کی
حالت مین ہو خمیر کا کام دیگی اس تخمیر سے حیوانات کی پیدائش ہوتی ہے
جو نہایت ابتدائی اشکال نباتات وحیوانات کی پیدائش مین سے ہو جنکو
انگریزی مین "فنجائی" کہتے ہین جب جو کا اسٹارچ شکر مین تبدیل ہوتا ہے
اور شکر شراب مین تو اُسوقت ایک ایسی شے پیدا ہوتی ہے جس کو
السٹ کہتے ہین بچشم ظاہر زرد رنگ مائل بہ سبزی نیم ثقیل چیز ہے مگر خوردبین
سے دیکھین تو بناوٹ اسکی مشتمل ہے نہایت چھوٹے چھوٹے گول کیون کے
دانون سے جو آپسمین بطور لمبی قطار یا گچھون مین ملی رہتی ہے یہ نہایت
ابتدائی یا ادنی تر پیدائش عالم کے نباتات مین سے ہے اور اُسکی نشو و نما
جاندار کے پیدا ہونے کی ابتدا ہے اسیطرح سے ذیرہ درج پیدا ہوتے بڑھتے اور
پھلتے پھولتے ہین پھر وہ اپنے دورہ زندگی پورا کر لینے کے بعد سڑ گل کر زمین مین
ملجاتے اور اُنکے رطوبات اور سیلا زمین کی بھاپ و بخار بنکر اوڑتی ہے بعد
ایک مدت کے پھر ابر بنکر برستی ہے۔

بعینہ یہی انسانی زندگی کی حالت ہے "منھا خلقناکم و فیھا نعیدکم و منھا
نخرجکم تارۃ اخری" خدا نے انسان کو ارضی اجزاء سے خلق فرمایا پھر اُسکے
اجزاء جہان کے تہان ہو جاوینگے اور اُسی زمین مین ملجا دینگے اور دوبارہ
بقاعدہ ارساب پھر زمین سے نکالے جاوینگے اگر اسیکا نام تناسخ و جنم ہے تو
یہ انسان سے مخصوص نہین زمین آسمان نباتات جمادات حیوانات سب کے
لیئے ہے گنون اور اعمال کو اسمین کیا دخل ہے اگر محض انسان کے ساتھ یہ
الٹ پھیر مخصوص ہوتا تو بیشک جنم کا مسئلہ مسلم ہوتا تھا وہ بگاڑ تغیر طبعی ہے اسکو
اعمال و کردار سے کیا تعلق ہے اور یہ تغیرات محض صورت نوعیہ مین ہے۔

دیکھو ایک ثابت تارہ کروڑون سال مین ٹھنڈا ہو کر ویران ہو جاتا ہے اُسکی گیس فنا نہین ہوتے ہین دوسرے موجودات کی ترکیب مین خرچ ہوتے ہین کومٹ اور اُنسے سیارہ و اقمار بنتے ہین اور اُنکے پھٹنے اور ٹوٹنے سے شہاب ثاقب بنتے ہین اور اُنکی تحلیل سے دوسرے مرکبات عالم کا وجود ہوتا ہے تمام عالم مین یہی اُلٹ پھیر ہے جو انسان سے مخصوص نہین ہے قرآن مجید مین ہے۔

"وقالوا ءاذا کنا عظاما ورفاتا أانا لمبعوثون خلقا جدیدا قل کونوا حجارۃ او حدیدا او خلقا مما یکبر فی صدورکم (سورہ بنی اسرائیل) کافر کہینگے جب ہم سڑ گل کر ہڈی اور خاک کے ذرہ ہو جاوینگے پھر ایک نئی خلقت کیونکر بنجاوینگے (اے نبی آپ کہدیجیے) تم پتھر یا لوہا یا اور کوئی بڑی خلقت ہو جاؤ جو تمھارے وہم مین ہو (تب بھی تم دوبارہ پیدا ہو گے) صراحت سے بتایا ہے کہ مر کر انسان وہ صورتین اختیار کرتا ہے جسکو وہ اپنے زعم مین مقلوب الماہیت سمجھتا ہے۔ انسانی مٹی متحجر ہو جاوے یا انسانی آئرن خالص لوہے کی صورت مین نمودار ہو یا انسانی تصور اس سے کوئی بڑی خلقت تجویز کرے مثلاً انسان سورج بنجاوے اسلیے کہ مادہ ایک ہی اجتماع ذرات سے ایک ثابت تارہ بنے تب بھی دوبارہ اُسی سے رفتہ رفتہ مادہ انسانی علیحدہ ہو کر پھر پہلا انسان بنا دیا جاویگا جسطرح سے تمھارے ہی ذرات سے زمین و آسمان بنے وہی اجزاء کیمیاوی جو ہمارے ہین وہی زمین آسمان کے ہین اور جو زمین و آسمان کے مفردات ہین وہی ہمارے ہین پس نہ زمین و آسمان چاند تارے روز بنتے بگڑتے ہین نہ انسان روز نئے جنم لیتا ہے انسان مین تغیر ویسا ہی ہے جیسا کہ زمین آسمان و نباتات مین کہ جو طبعی ہے جنم آواگون کو کیا دخل ہے۔

قرآن مجید مین ہے " وقالوا اذا کنا عظاما ورفاتا أانا لمبعوثون خلقا جدیدا او لم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض قادر علی ان یخلق مثلہم وجعلہم اجلا لاریب فیہ (سورہ بنی اسرائیل) کفار کہتے ہین

یہ کیسی بات ہے جب ہم سڑگل کر ہڈی اور خاک کے ذرہ ہو گئے تو پھر ایک نئی خلقت کیونکر بن سکتے ہین خدا فرماتا ہے تم نہین دیکھتے خدا ایسا ہے جو اسطرح سے آسمان اور زمینون کو بھی بناتا ہے (ایک ثابت تارہ پھٹتا ہے اُس سے سیارہ بنجاتے ہین دوسرے ثوابت اُسکو اپنا ستیارہ بنا لیتے ہین سورج سے زمین بنتی ہے پھر زمین پھٹی اور تحلیل ہو کر پہلے مادہ مین آئی اور بہت سے سیارہ پھٹ کر پھر تحلیل ہوئے آخری نتیجہ اُنکا بھی یہی ہو گا کہ پھر ایک ثابت تارہ بنجادین زمین سے سورج اور سورج سے زمین بنتی ہے) خدا بیشک قادر ہے کہ تمھارے اثنم ایک دوسری خلقت پیدا کرے خدا نے اسلیے ایک مدت قرار دی ہے جسمین کوئی شک نہین ہے" بیشک ایکدن مین ایسا نہین ہوتا بلکہ رفتہ رفتہ انسانی مادہ تحلیل ہوتا ہوا پھر پلٹ کر انسان بنتا ہے۔

معاد و جنم

اسس مسئلہ معاد اور ہندو آواگون کے اعتقاد مین جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ انکے یہان ہر روز انسانی انقلاب ہوتا ہے اور ایک انسان کا بار بار اعادہ اُس کے گنون کے جزا سزا مین ہوتا رہتا ہے ہر روز روح نیا قالب اختیار کرتی ہے کبھی نباتی اور کبھی حیوانی اور کبھی دوسرا انسانی قالب معاد انسانی مین نہ قالب بدلتا ہے نہ روح اور نہ ایسا ہر روز ہوتا ہے بلکہ قیامت ہی کے روز ہو گا انسان کے جسمانی اجزا رباقی رہتے ہین خواہ وہ کوئی تشکل اختیار کرین پھر جب دوبارہ انسان بنایا جاتا ہے تو اُسکے منتشر اجزا سمیٹ کر وہی روح پھر اُسی قالب مین پھونک دیجاتی ہے اور سزا جزا گنون کی صرف اُسی ایک جسم اور اُسی روح کو جس سے اچھے یا برے کام ہوئے ہین بھگتنا پڑتی ہے انسان بھی مثل دیگر مرکبات عالم کے ہے اوہنین اجزا سے اُسیطرح سے بنا ہے جسطرح عالم کے اور اشیاء بنتے ہین منھا خلقنا کم اور اُسیطرح سے بگڑتے رہتے ہین جسطرح سے دیگر مرکبات

عالم مین بگاڑ ہوتا ہے وفیہا نعیدکم پھر اُس زمین سے دوبارہ نکالے جاؤگے اُسی اُصول پر جسطرح پر تمام موجودات عالم کا دوبارہ اعادہ ہوتا ہے دوسرا کوئی نیا طریقہ نہین برتا جاوے گا۔ جنہم کا اُصول خلاف قواعد طبعیہ ور مخالف آثار فطریہ ہے۔

(۱) انسانی ہڈیان سیکڑون اور ہزارون سال میوزیم و قبور مین محفوظ ملی ہین مصر کے قدیم وخمون اور تہہ خانون مین ہزارون سال نعشین محفوظ رکھی گئی ہین جنکو اہرام مصریہ کہتے ہین۔ یہ بھی انسان ہین اچھائی برائی دنیا مین کچھ کی ہوگی وہ اس جہنم سے کیون بچ گئے۔ کہا جاتا ہے روح کا جہنم مراد ہے جسم کو جہنم سے تعلق نہین بھلا ایک روح نے سیکڑون قالب عذاب و ثواب کے لیے اختیار کیئے وہ قالب یقینی وہ نہین جو پہلے زندگی مین عذاب و ثواب مین شریک نہو تھے کرے کوئی پکڑا کوئی جاوے جو عمارت قابل تزئین ہو وہ ویران رہے دوسری عمارت بسائی جاوے ایک عمارت خراب کرنے اور ڈھادینے کے لائق ہو اُسکو چھوڑ کر دوسری عمارت ڈھادینا روحانی جہنم کی ایک سچی تمثیل ہے۔

(۲) جیالوجی نباتی وحیوانی آفرینش کو دوسرے اور تیسرے جیالوجی دور مین بتاتی ہے لہذا نباتات وحیوانات انسانی نوع سے مقدم ہے ہم مذکورہ دونون صفتونکو انسان سے ہزارون سال پیشتر سے دیکھ رہے ہین جسطرح جیالوجی کے تین دورے تمام ہوئے یہ چوتھا دور بھی ختم ہونیوالا ہے جو ہر کرہ کی بربادی کا زمانہ ہے اور اسلام نے اُسکو قیامت کہا ہے اُسوقت انسانی جنہم کا کیا حال ہوگا وہ عذاب و ثواب روح کا کس جنہم مین ہوگا پس یہ سلسلہ جنہم جیالوجی کے روسے ختم شدنی ہے اور اسلامی جزا سزا ابدالاباد تک کے لیئے ہے۔

(۳) جسمانی ونباتی وجود کا تقدم بتاتا ہے کہ وہ اپنی ہستی مین انسانی جنہم کا

محتاج نہین ہے والا اُسکا وجود سابق انسان سے نہوتا اب ایسی ہستی کو انسانی
ہستی قبول کرنیکی بلا وجہ کیون ضرورت ہوئی۔ عام قانون ترکیب کے بھی
سراسر خلاف ہے اگر اوسکو ان اصناف کے مفردات سے عقد کی کشش ہوتی تو
پہلے ہی وہ مرکب بن چکتے گویون کو عقد کی کشش مین کیا دخلیت ہے۔

(۴) ہندو مذہب مین پچھلے جگون کے کرورون سال کی عمرین ہوتی تھین
اُن کی طولانی زندگی کی نیکی بدی اس جگ کی تھوڑی عمر کی پاداش و جزا مین
ایک ناکافی جزا سزا ہوگی۔

(۵) ڈاروِن کے نشو و ارتقاء کی تھیوری بھی اس جنم کے مخالف ہے ادنی
زندگی سے اعلیٰ مین ترقی تو مشاہدہ اور تجربہ ہے اعلیٰ سے ادنی مین تنزل
کس دلیل سے ثابت ہے۔

یہ کہا جاتا کہ انسان بحیثیت ممکن الوجود ہونے کے ناقص الخلقت ہے اُس کے
نقصانات تکوینی کی اصلاح کیواسطے تمام موجودات نے یہ طریقہ اختیار
کیا ہے کہ اُسکی انسانیت مختلف اجسام مین حلول کرتی ہے اور مختلف
برنو مین داخل ہوکر عیوب و نقائص تکوینی اُسکے دور ہو جاتے ہین۔

یہ اصول نشو و ارتقاء کے بالکل خلاف ہے تو کہہ سکتے ہو کہ ابتدائی نباتی و
حیوانی ساخت کے نقائص تدریجی نشو و ارتقاء سے اب انسان اشرف
المخلوقات بنے اور اُنکے عیوب و نقائص اس انسانی آخری جنم مین اصلاح
پذیر ہوئے لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ انسانی نقائص دفع کرنے کیواسطے
اُسکو اُس سے کمتر وادون صنف حیوانی مین جنم لینا پڑا یا اُس سے زاید کمتر
نباتی جسم مین جنم لینا ہوا یہ نقائص کی اصلاح کا ذریعہ نہوا بلکہ ارتقاء اور
ترقی سے پستی کیطرف ہٹنا کہلا دیگا۔

انھین خرابیون کے دیکھتے ہمین اسلامی تعلیم ماننا پڑتی ہے کہ وہی ایک
جنم وہی ایک روح جزا، و سزا بھگتی ہے جس نے دنیا مین نیکی یا بدی

کی ہے اُس کے واسطے وہی قیامت کا دن ہے جسمین سب زندہ کیے جاوینگے
اور جزا سزا پاوین گے۔

جنم کی دوسری صورت

اجزائے جسمانی انسان کے تغیرات طبعی و کیمیاوی قبول کرتے ہین لیکن انسانیت
یعنے روح ایک جسم چھوڑکر دوسرا جسم اختیار کر لیتی ہے اور ایک دوسرا روح
وجسم کا مرکب بنجاتا ہے۔
اس صورت مین بھی ہمکو وہی قانون ترکیب پیش نظر رکھنا چاہیے یہ انواع مختلفہ
عالم ایک دوسرے کی شکل اسیوجہ سے اختیار نہین کرتے کہ آپسمین عقد کی کشش
والفت کیمیاوی نہین ہے۔
سوال ہوتا ہے ابتدا ہی مین زید شمشاد کا درخت کیون نہ بنا اور شمشاد انسان
کیون نہ بنا۔ اسکا صرف یہی ایک جواب ہے کہ مخالفت اجزا ہر ہر مرکب کے
کے اجزا جدا جدا ہوتے ہین اور اُنکے عقد کی کشش مختلف ہوتی ہے آدمی اپنے
اعمال سے اگر سور بن سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اول ہی مین سور کی شکل مین ظاہر
نہ ہوا اور جنم کے ذریعہ سے سور بنا جب دونوں مین عقد کی کشش ایک سی ہے تو
اعمال کو کونسی دخلیت ہے حالانکہ ایسے مرکب کے وجود کا امکان ہی نہین ہے
انسان کے اجزا جس تناسب سے ملے ہین اُس سے انسان ہی کا مرکب
وجود مین آویگا نباتی و حیوانی و جمادی کوئی مرکب بن ہی نہین سکتا کیونکہ
اُسکے اجزا اور اُنکا وزن و تناسب اور عقد کی کشش انسان ہی بناویگی
اگر یہ کلیہ صحیح نہین ہے تو تمام مرکبات عالم پر اعتماد نہ رہے بنا دین کوئی مرکب
اور بنے کوئی کیہون بوئین اونٹ کٹارا اُدگے گندک و پارہ ملا دین شنجرف
نہ بنے سنکھیا بنے۔ ہیدروجن و اکسیجن کا مرکب ہیدروکلورک ایسڈ بنے حالانکہ
تمام علوم تجربیہ کا اسی پر مدار ہے وہی مرکب وجود مین آتا ہے جس کے اجزاء

اُسی وزن و ترکیب سے جمع ہوتے ہیں جب اُن اجزا میں کمی بیشی و تناسب نہو گا تو بیشک وہ مرکب نہ بنے گا۔ پس انسانی اجزا و روحانی اُسی تناسب سے مرکب حیوانی و نباتی نہیں بنا سکتے اور اگر اُنکے اجزا میں تناسب نہ رہے گا تو درحقیقت یہ انسان ہی نہ ہو گا۔

اگر کہو کہ اُصول ترکیب طبعی ہے لیکن قادر مطلق کے زیر قوت سب کچھ ہو سکتا ہے بیشک صحیح و درست ہے لیکن کسی شئے کا کسی قادر مطلق کے زیر قوت ہو سکنا اُسکے ہو جانے کی دلیل نہیں۔ قادر مطلق ایسا ہی کرتا ہے اسکی کیا دلیل ہے روح انسانی کو عذاب و ثواب کیلئے دوسرے قالبوں میں مارا مارا پھراوے اسکی کیا ضرورت ہی قانون الٰہی شریعت موسوی و عیسوی و مجوسی و اسلامی نے جزا و سزا کیواسطے بہشت و دوزخ مقرر کیے ہیں کیا دلیل ہے کہ بہشت و دوزخ نہ ہوا ور جنم ذریعہ جزا و سزا ہو در آنحالیکہ اُسکی خرابیان سابقاً مذکور ہوئین۔

اور اگر کہو قاعدہ ترکیب صرف اجسام مین ہے نہ ارواح مین مرکبات روحانی مین مذکورہ قاعدہ نہیں ہے۔

سوال ہوتا ہے کہ جنم کی غرض صرف عذاب و ثواب بتائی جاتی ہے اور شعور لذت والم کا اگر نہو تو عذاب و ثواب بیکار ہے مثلاً کسی مجرم کو دو درجن بینت تجویز کیے جاوین اور کلوفارم سے بیہوش کر کے بینت لگا دیے جاوین تو یہ ایک حماقت ہو گی سزا نہ کہلاویگی۔ اسیطرح سے کسیکو لذیذ غذا کھلانی مقصود ہو بیہوش کر کے اُسکو وہ غذا کھلا دیجاوے یا خواب مقناطیسی مین کسیکو مبتلا کر کے تخت شاہی پر بٹھا دیا جاوے یہ انعام نہو گا سزا جزا ایسی ہو جس سے نفس کو اذیت و خوشی محسوس ہو (مثال) کسی مفلس کو جو تکلیف و مصیبت مین گرفتار ہو منصب و جاگیر دیکر مالدار کر دینا یہ انعام ہے جسکا نفس کو احساس ہو گا۔ ایک مالدار کا تمام مال و جاگیر ضبط کر لینا اور مفلس بنا دینا

یہ سزا کہلاویگی جسکی تکلیف نفس کو محسوس ہوگی جنم مین بدکار کو اس جسم کی مفارقت
پر سور کے جسم مین لانا اُس حیوان کو اسکا شعور کہ مین وہی ہون جو ایک ظالم
بادشاہ تھا قطعاً نہین ہوتا - ایک نیک چلن فقیر کا شاہی خاندان مین پیدا
کرنا بیشک راحت رسانی ہے لیکن اُسکو اسکا شعور کہ مین وہی مصیبت زدہ
پارسا ہون جو اب راحت اُٹھا رہا ہون ہرگز ایسا نہین ہوتا - پس جنم کے ذریعہ
سے جزا سزا ایک بے سود طریقہ ہے کیونکہ جزا سزا محض ندامت و ترغیب کے لیے
ہوتی ہے تاکہ دوسرے عبرت کرین بدچلنی سے بچین خود مجرم بخوف سزا آیندہ
جرم سے بچے - ایک بدکار انسان جو کہ سور بنچکا ہے اور سور بنتے بھی
اُسکو کسی نے نہین دیکھا پھر اُسپر خود بے شعوری سے کیا اثر ہوسکتا ہے
اور آیندہ سور کا چولا چھوڑنے پر کیا سمجھے گا کہ آیندہ جرم نہ کرے والا
پھر سور بننا پڑیگا - اور جب دوسرون نے بھی اس سزا کو نہین دیکھا تو
اُنکو کیا خوف ہوگا ایک انسانی سور اپنے صنفی سور مین مخلوط ہوکر
ایک فرد کا اور اضافہ کردیگا اسکے سوا اور کیا ہوتا ہے ایسی جزا سزا
بے سود ہوئی اور جنم بیکار رہا ایک معمولی عقل بھی جب ایسی جزا سزا
کو نہین تجویز کرتی تو خالق حکیم کب ایسے بے سود طریق کو اختیار کرسکتا ہے -
یہی اعتراض بعینہٖ اسلامی جزا سزا پر ہوتا ہے جب آخرت سے اعمال کی
جزا و سزا متعلق ہے جسکو نہ اسوقت خود انسان محسوس کرتا ہے اور نہ
دوسرے اُسکی حالت سے عبرت کرسکتے ہین پس آخرت بھی بیکار ٹھیرتی ہوئی -
جواب یہ ہے کہ حدود و تعزیر و قصاص و دیات دنیاوی سزائین ہر جرم
کی شریعت اسلامی نے معین کی ہین جس سے انسان بدکاری و بدافعالی سے
بچ سکتا ہے خود بخوف تعزیر بچے گا دوسرون کے واسطے بھی عبرت ہوگی
لیکن یہہ دنیاوی خوف اور ظاہری لذت و راحت نفس کی باطنی طہارت
نہین کرسکتی جبر و خوف سے تعزیر و قصاص کے اگر آیندہ جرم نہ کیا تو

بیشک امن عامہ حاصل ہوگا روحانی تزکیہ جبھی ہوگا جب توبہ کرے اور دلی ندامت کا خدا کی
مین اظہار کرے تو بخشش ہو اور عوض اسکا ابدی عین راحت ہے اگر صدق دل سے ندامت نہیں
ہوئی تو بیشک سزا آخرت مین جہنم ہے آخرت کے اس اپنے بیداد عذاب مین مبتلا ہوکر گنہگار
سمجھتا ہو کہ یہ سزا اس جرم کی ہو جو دنیا مین کیا تھا جہنم کی یہی بلا شعوری نہین ہوتی
پھر کہا جا سکتا ہو کہ مسلمانون مین مسخ کا اعتقاد یعنی کچھ قومین اپنی بدکاری سے بندر بچھو
سانپ وغیرہ بنائے گئے ہین یہ بعینہ جہنم کی شکل ہے۔ پس جو اشکال جہنم پر ہوتے ہین
بعینہ وہی سب مسخ پر بھی ہونگے۔

مسخ اور جہنم مین فرق

مسخ کیا شے ہے اسکو سمجھنا چاہیے۔ خدا نے قرآن مجید مین مسخ کو فرمایا ہے۔

(۱) قل هل انبئکم بشر من ذلك مثوبة عند الله من لعنه الله وغضب علیه وجعل منهم القردة والخنازیر وعبد الطاغوت اولئك شر مكانا واضل عن سواء السبیل (اے محمد) آپ کہدیجیے کیا مین تمکو واقف کردون اس بات سے جو اس سے بھی بدتر ہے انجام کی راہ سے یعنی جنپر خدا نے لعنت کی اور انپر ستم کیا اور ان مین سے کچھ سور اور بندر بنا ڈالے جو پوجنے لگے سرکش کو وہی تو بدتر ہین مقام اور ٹھکانے کی راہ سے اور سب سے بڑھکر بھٹکے ہوئے ہین سیدھے ڈھرے سے۔

(۲) فقلنا لهم کونوا قردة خاسئین پس ہمنے انسے کہا تم سب بندر بنجاؤ مردود ہوکی جگہ سے۔

(۳) ولو نشاء لمسخناهم علی مکانتهم ہم چاہین تو ابھی انکو مسخ کردین انکی جگہو پر
واضح ہو کہ مسخ کی دو قسمین ہین ایک مسخ اخلاقی جسکا خلاصہ یہ ہو کہ آدمی مین تین
چیزین ہین ایک عقل اسکے آثار و ظہور کا مقام سر ہو اور اسی صفت سے آدمی کو جانورون سے
تمیز ہوگئی ہو کیونکہ آدمی مین تو تمیز ہو اور حیوانات مین نہین پس اگر آدمی مین عقل نہوتی
تو بیدم کا جانور ہوتا۔ دوسرے غصہ اسکا مقام دل ہو اور درندگی اسی صفت مین سب
درندہ شریک ہین تیسری خواہش اسکا مقام جگر ہے اس صفت مین بھی سب بہائم وغیرہ
انسان کے شریک ہین اور علت اخلاق مین انسانیت دل درجہ کی برابری ہے کہ

انسان عقل کو اس درجہ حکومت دے کہ خواہش یا غصہ دونون محکوم ہوتے ہوتے اپنے
مقتضی سے باز رہین اور ادنی درجہ کی انسانیت یہ ہی کہ خواہش و غصہ اُنمین باقی
تو ہو مگر عقل کا سامنا ہونے پر دونون دب جاوین اور اسکا عکس یعنی عقل کا خواہش و
غصہ سے دبنا قابو کیوقت سا اگر عقل کی تاثیر بھی کسیقدر باقی ہو پہلے درجہ کی [illegible]
کم سے کم حیوانیت ہی اور جو بالکل عقل پر پتھر پڑ جاوین اور وہ باقی ہی نرہے یعنی ظہور
اثر کی راہ سے تو یہ پکی حیوانیت ہی۔ پھر اگر انسان غصہ ہی کا ہو رہا تو آدمی سے بندر
اور بھیڑیا وغیرہ بنگیا اور اگر خواہش کا ہو رہا تو وہ سور یا حوا اصل بنا۔
دوسرے منا موسی؟ ورنہ ہی مسخ ہی اسکا ادنی درجہ یہی اخلاقی مسخ ہی اور اعلی درجہ یہ ہی
کہ سیرتاین مسخ ہونکی سزا مین صورتین بھی ویسا ہی مسخ ہو کہ جو عقلاً ممکن ہی۔

اختلاف تشکلات

شکل بدلنا ہر ذی روح کا نتیجہ ہی پہلے یہی حضرت انسان بنا بر قول فزیالوجین ایک
کیڑے تھے جو مرد کے نطفہ مین ہوتا ہی رحم مین پہونچکر نشو ونما پاکر اس عالم ظہور مین آتا ہی پھر دن
بدن اُسکے قد قامت صورت سیرت مین کیسی کیسی تبدیلیان ہوتی ہین۔

حیوانی تخم صورت بدلکر ایک خوشرنگ طائر بنجاتا ہے۔

پوست کا کیڑا کچھ دنون رکھنے سے تتلی بنجاتا ہے۔

زمین سے کیڑے مکوڑے کچھ عرصہ بعد پردار بنکر اوڑنے لگتے ہین۔

پانی کا کیڑا عرصہ گذرنے پر [illegible] بنجاتا ہے۔

نجاست کے کیڑے کی مکھی بنتی ہی اختلاف تشکلات کی اور صدہا نظیرین ہین دیکھو علم الحیوانکو
اصلی صورت بشر کی جسکو "ہوٹنٹوٹ" کہتے ہین اور موجودہ ترقی شدہ انسان جسکو
"قوقاسی" کہتے ہین ان دونونکی شکلون مین کسقدر اختلاف ہی۔

اسباب اختلاف تشکلات

فزیالوجی کے جاننے والے اسباب اختلاف تشکلات سے واقف ہین کن وجوہ سے شکل
انسانمین تغیرات ہوتے ہین اجمالاً چند اسباب مذکور ہوتے ہین۔

(۱) تاثیر ماحول کی اور اغذیہ و عادات۔

(۲) ماں باپ سے توارث جیسا کہ "بروبیر بوفا" نے بہت سے واقعات اپنی کتاب "اکس پروفسو" میں نقل کیے ہیں مثلاً ایک لڑکی ایسی پیدا ہوئی جسکا منھ لومڑی کا سا تھا اور ایک کے یہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں توام جنہیں سوا ایک کے تین چھاتیاں تھیں۔ پروفیسر کرو فیلیہ نے ایک آدمی کی تصویر دی ہے اپنی کتاب تشریح میں جو چوپایہ کے مانند ہے صورت انسانی رکھتا ہے اور باقی جسم چوپایہ کے مانند ہے۔

مختصراً ایسے انسان دیکھے گئے ہیں جنکا سر انسان کا جسم ہے یا ہیں گھوڑے کا یا سر انسان کا اور جسم ہاں میں شیر کا۔

(۳) تصورات حاملہ سے بچہ کی شکل میں اختلاف ہونا جسپر فزیالوجین کا اتفاق ہے مختصر اختلاف تشکلات انسانی ناقابل انکار ہے قرآن مجید میں ہے "نحن خلقناهم وشددنا اسرهم واذا شئنا بدلنا امثالهم تبديلا" (سورۂ دہر) ہمنے انکو خلق کیا اور مضبوط و محکم باندھ دیا (قانون خلقت کو) اور جب ہم چاہینگے انکی مثالوں میں ایسی تبدیلی کر دینگے جو صاف تبدیلی معلوم ہوگی۔"

خدا کے اسی قانون کی تبدیلی پر سیرت بدل جانے سے صورت بھی بدل جاتی ہے اور انسان کے اچھا خاصہ حیوان بنجاتا ہے جس سے دوسروں کو وحشت و خوف ہوتا ہے اور عبرت انکی بڑھ جاتی ہے جسکی وجہ سے قانون الٰہی کی مخالفت سے بچتے ہیں اور حیوانیت سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پابندی قواعد فزیالوجی و حفظان صحت (حافظین) اختلاف تشکلات سے انسان کو بچاتا ہے کیا معنی کہ پابندی قواعد عقلیہ کی حافظ انسانیت ہے ناموس شریعت اور پابندی احکام اسلامی کی جو الٰہی فزیالوجی اور خدائی حافظین ہے یعنی پابندی اخلاق شرعی یہ بھی اسیطرح سے مسخ کو روکتی ہے اور مخالفت اسکی باعث مسخ ہوتی ہے جسم کی یہی شکل ہو تو اختلاف کا ہے کا۔ اختلاف اس لئے ہے کہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا اور نہ روح کا حلول دوسرے اجسام میں ہوتا ہے بلکہ چند بار ایسے تاریخی واقعات ہوئے پر تنبیہ و عبرت کا فائدہ ہوگا اور پھر اخروی ابدی عذاب ثواب سے دوزخ

و جنت کے بھی مفقر نہین ہی جنم مین ایسا نہین ہی وہ تو ایک قسم کا نیچرل قاعدہ کا سا ہی اس سے کیا فائدہ تنبیہ و عبرت کا ہو سکتا ہی بلکہ وہ قانون فطرت و قانون طبعی کہا جاتا ہی اور ہنود مذہب مین گنون اور اعمال کی جزا و سزا کا ہمیشہ ہر فرد کیلئے عوض سمجھا جاتا ہی۔ مسخ و جنم مین اس بنا پر صرف اتنا فرق ہے کہ اسلام چند ایسے واقعات بتلاتا ہی مخالفت احکام الٰہیہ کیوجہ سے جیسا کہ فلاسفہ طبعیین مخالفت اصول فزیالوجی وابجین کو اس کا سبب بتاتے ہین اور چونکہ ہر قانون زیر قدرت الٰہی ہے اور اسی کے مقرر کردہ اصول ہین جنکو حکما نے بذریعہ عقل دریافت کیا ہی اور شریعت و مذہب نے انکی تعیین از روئے مذہب کی ہی لہذا اصول فلسفی و اصول شریعت مین کوئی فرق نہین ہی۔ پس یہ چند واقعات بغرض تنبیہ و عبرت و خوف ہوتے ہین تاکہ انسان مخالفت سے بچے اگر ہمیشہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ جنم مین کہا جاتا ہی تو فلاسفہ و فزیالوجین بھی قواعد حفظان تشکل معین نہ کر سکتے اور انکے اسباب کی تشخیص سے قاصر رہتے اور یہی سمجھا جاتا کہ ہمیشہ اختلاف تشکلات ایک نیچرل بات ہی جسطرح سے مٹی کے کیڑے سے آدمی بنا تخم حیوانی سے طائر کا پیدا ہونا کیڑے مکوڑون کا پیدا ہونا اسیطرح سے انسان بھی اپنی صورتمین ہمیشہ فطری تبدیلی کرتا رہتا ہی اور یہ اسکا نیچر ہی اور نہ کوئی قانون ترکیب رہتا ولن تجد لخلق اللہ تبدیلا آئین خلقت مین کبھی تبدیلی نہین ہو سکتی وہ قانون بس ایک ہی ہی اگر روز تبدیلی ہو تو وہ قانون نہ رہیگا اور چند بار قانون کی مخالفت کسی ضرورت و مصلحت سے خرق عادت و قدرت نمائی مین داخل ہو کر ممکن سمجھا جاویگا خصوص جبکہ قاعدہ ثبوت سمعیات سے بھی تصدیق ہو۔ راست گو اور صادق گواہ شہادت دین انبیاء و اوصیاء باوجود عصمت تصدیق کرین قرآن مجید اسکی خبر دے فلاسفہ اطبا ڈاکٹر و ماہران فزیالوجی عالمان ہابجین برابر ایسے واقعات پیش کرین تو بیشک وہ واقعات ناقابل انکار ہونگے۔

اسلامی مسخ بعینہ ویسا ہی ہی جیسا کہ اصول فزیالوجی و ہابجین کی مخالفت مین مسخ ہوتا ہے لیکن جنم مین ایسا نہین ہی اسمین اعادہ انسانکے قائل ہین ایک گناہگار اپنی بد اعمالی سے اپنا قالب چھوڑ کر دوسرے قالب مین حلول کرتا ہی اسلام مین ایسا نہین ہی کہ بعد موت کے

روح دوسرے قالب میں اسطرح پڑا دے اور مکرر اسکا اعادہ ہوتا رہے اور نہ فلسفہ جنم کی تائید کرتا ہے وہ بھی اسکے قائل نہیں کہ مخالفت قوانین فزیالوجی سے انسان اپنا پہلا قالب چھوڑ کسی دوسرے بدن میں ظاہر ہو - اس صورت میں وہی قانون ترکیب مزاحم ہوگا - جو محال عقلی ہے یعنی اجزاء انسانی کی ترکیب سے انسان نہ بنے اور سور کتا یا درخت بنجاوے -

بخلاف اسلامی فزیالوجی و فلسفی فزیالوجی کے مسخ کے اسمین انسانی اجزا دسور اور درخت نہیں بناتے ہیں بلکہ شرائط وجودی انسانی کا انمین فقدان ہونا انکو مختلف شکلونپر پیدا کردیتا ہے اگر تمام شرائط وجودی انسان کے جو فزیالوجی والجین مین مقرر ہین موجود ہوتے تو بجز انسان کے اور کوئی دوسرا مرکب ہرگز نہ بنتا جنم مین تو یہ ہے کہ انسان بن لینے کے بعد پھر وہ گنون کیوجہ سے مرکر دوسرا مرکب بنتا ہے اور یہ ایک فلسفی باریک فرق ہے اعادہ معدوم کی شکل نہیں ہے جیسی جنم مین ہے -

فلسفہ اسلامی و فلسفہ طبعی مین انسان مثل دیگر مرکبات عالم کے ہے انھین اجزا سے اسی طرح سے بنا ہے جسطرح سے عالم کے اور اشیا بنتے ہین منہا خلقناکم اور اسیطرح سے بگڑتے رہتے ہین جسطرح سے دیگر مرکبات عالم مین بگاڑ ہوتا ہے جنم کے اصول پر نہ خلقت ہوتی ہے نہ بگاڑ و منہا نخرجکم تارۃ اخری مرنے اور سڑنے گلنے کے بعد دوبارہ اسکی زندگی بھی خلاف قانون نہیں ہوتی دوبارہ بھی اوسیطرح سے وجود مین آتا ہے جسطرح سے تمام موجودات عالم کا اعادہ ہوتا ہے اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ترتیب پاتا ہے

فطری وجود اعادہ کی مثالین

(مثال ۱) زمین در دریاؤن کی بھاپ اٹھکر جاتی ہے اور پھر ٹھنڈک پاکر برس پڑتی ہے دوبارہ زمین کی وہی میلا اور سمندر کی بھاپ بنتی ہے اور برستی ہے وہی الٹ پھیر اور وجود و عدم اور اعادہ ایک ہی شکل پر ہوتا ہے پہلی مرتبہ جسطرح سے ہوا ہے ہزارون مرتبہ اسیطرح سے ہوگا -

(مثال ۲) ایک تخم بو درخت بار آور ہو گا پھر اُسکے تخم کو بو ہی درخت اُگے گا لاکھوں مرتبہ اسیطرح سے ادلٹ پھیر ہیگا جسطرح پہلی مرتبہ ابتدا ہوئی تھی ہمیشہ اُسی شکل مین اعادہ ہو گا۔

(مثال ۳) ثوابت کے ٹھنڈے ہونے اور ٹوٹنے پھوٹنے سے سیارے اور اقمار بنتے ہین پھر اُنکے انتشار و تحلیل سے کومٹ بنتے اور اُنسے رفتہ رفتہ اسیطرح سے ثوابت و سیارہ اور اقمار بنتے ہین جسطرح سے ابتدا ہوتی ہے اُسیطرح سے اُن کا اعادہ ہوتا ہے قرآن مجید مین بھی ہے "یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین" وہ روز جس مین آسمان کتاب دو فتر کیطرح سے لپیٹ دیے جاوینگے جسطرح سے پہلی مرتبہ خلقت کی ابتدا ہوئی تھی اُسیطرح سے ہم اُسکا دوبارہ اعادہ کرینگے یہی ہمارا وعدہ ہے اور یقین تو یہ سب کچھ کرنیوالے ہین" صاف بتایا ہے کہ ابتدا مین ہر شے کی جسطرح سے خلقت ہوئی پھر اعادہ بھی اُسکا دوبارہ اُسیطرح سے ہوگا کوئی نیا ڈھنگ اختیار نہ کیا جاویگا جبکہ فلسفہ قدیم یونانی سے مرعوب ہو کر ہمارے بعض علماء نے طرح طرح کے اعادہ مین مشکلین پیدا کی ہین قرآن مجید و احادیث بالکل اُنکے خلاف ہے اور یہی قانون طبعی ہے جیسا کہ مثالون مین مذکور ہوا۔

انسان بھی ایک مخلوق ہے اُسکا بناو بگاڑ اور اعادہ بالکل اُسیطرح سے ہوگا جیسا کہ دیگر مخلوقات کیواسطے ہے جنم کا طریقہ نہ ہوگا کہ وہ گھاس پات بنے یا حیوانات مین جنم لے یا ایک انسان دوسرے انسان مین جنم لے۔ اگر انسان کے لیے جنم صحیح ہوگا تو ہر مخلوق کے لیے جنم صحیح ہونا چاہیے ایک درخت بھی انسان بنجاوے اور کتا سور بھی انسان بنجاوے اور ایک درخت دوسرا درخت بنے گیہون بوا و نٹ کٹارا اُگے ببول بو سیب نکلے جب اور مخلوقات مین نہین تو انسان مین خلاف قانون طبعی کب ہو سکتا ہے۔

ابتدائے انسان

جیالوجی مین زمین کے چار دورے ہوتے ہین زمین کے دوسرے تیسرے دور مین بکثرت پانی تھا لہذا اُسمین کیڑے مکوڑے کی خلقت ہوئی چوتھے دور زمین کا آگ پانی کم ہوا اُس سے انسان بنا جیالوجی تخمیر سے ذیروح کی ابتدا بتاتا ہے اور چوتھے دور مین انسان کی ابتدا ہوئی ۔

قرآنمجید مین انسان کی اصلی تاریخ بھی اسیطرح سے بتائی ہے "ومنها خلقناکم" اُسی زمین سے تم بنائے گئے کسطرح "خلق الانسان من صلصال کالفخار" ہمنے انسانکو اُس مٹی سے بنایا جو خشک تھی اور اسطرح آواز دیتی تھی جیسے آگ کی پکی ہوئی مٹی "ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماءٍ مسنون" ہمنے انسانکو بنایا اُس خشک مٹی سے جو گرم پانی سے گندھی تھی ۔ "انا خلقناه من طین لازب" ہم نے انسانکو بنایا مخلوط و ممزوج مٹی سے ۔ جیالوجی تاریخ انسان اصلی فلسفہ مین پڑھو اور صدق دل سے اسلامی جیالوجی پر ایمان لاؤ ۔ چوتھے دور کی جیالوجی کی مٹی بہت سے مفرداتسے ممزوج ہے اور جیالوجی طوفان کے پانی سے گندھی ہوئی تخمیر شدہ مٹی سے انسان بنا ہے ۔ "انه هو يبدءُ و يعيد" خدا ہی نے انسان کی اسطرح سے ابتدا کی ہے وہی آ اسکا اعادہ کریگا اسی اُصول پر جو قانون طبعی کے بالکل موافق ہے ۔

"فانزلنا به الماء فاخرجنا به من كل الثمرات كذلك نخرج الموتى لعلكم تذكرون" ہم ابر سے مینھ برساتے ہین اور اُس سے تمام پھل اُگاتے ہین اسیطرح سے ہم پانی برساکر مردونکو زندہ کرینگے شاید کہ تم یاد کرو ۔ پھر فرماتا ہے "فانظر الی اثار رحمة الله كيف يحي الارض بعد موتها ان ذلك لمحي الموتى وهو على كل شيء قدير" دیکھو آثار رحمت خداکو کسطرح سے مینھ برساکر زمین کو اُس ویرانی کے بعد آباد کرتا ہی اسیطرح سے وہ مردونکو زندہ کریگا اور وہ ہر شے پر قادر ہے ۔ "والله الذی ارسل الرياح فتثير سحابا فسقناه الی بلد ميت فاحيينا به الارض بعد موتها كذلك النشور" خداوہ ہے جسنے

ہوا مین بھیجکر ابر بنایا اُس سے مردہ شہر سیراب ہوتے ہین اور زمین مرنیکے بعد زندہ ہوتی ہے یہی حالت قیامت مین انسانکے حشر ونشر کی ہوگی ۔ مواد انسانی جو زمین مین تحلیل ہے وہ سب اسی پانی سے تخمیر کے بعد فوراً زندہ کر دیے جاوینگے جسطرح سے ابتدا مین انسان اصلی کی خلقت ہوئی اور یہی معاد جسمانی ہے جسطرح سے اکمر تبہ انسانکی ابتدا ہوئی اُسی طرح سے اُسکا دوبارہ اعادہ ہوگا اور یہی قانون طبعی ہے جنم کا طریقہ نہین ہوسکتا کہ ایک مرکر دوسرے مین حلول کرے اور ہمیشہ یہی سلسلہ رہے کہ ہزار مرین اور وہ دوسرے ہزار قالبون مین جنم کے ذریعہ سے پھر پیدا ہون ۔

اگر ایسا ہی ہے تو اس جنگ عالم سوز مین یورپ کو افسوس کا ہے کا یہ لاکھون نفوس مرے ہوے ایکدم پیدا ہونیوالے ہین اصول جنم اگر صحیح ہے تو کبھی آبادی عالم مین فرق نہ آنا چاہیے اور نسلونکی افزائش کے اصول فلسفیہ سب لغو وبیکار ہین کرورونکا ایکدم مرجانا جنگ وبا وطاعون سے بربادی کرہ ارضی کا کیون سبب ہوتا ہے کیا ثبوت اسکا کہ وہ سب مرنیوالے گھانس پات اور حیوانات ہی کے بدن مین نمودار ہونیکی صلاحیت رکھتے تھے جو سیکڑون سال مرکر زمین کو ویران کر جاتے ہین اور بقاعدہ افزائش نسل پھر آبادی بڑھائی جاتی ہے ہمیشہ ایسا ہی کیون ہوتا ہے کبھی تو مذہب ہنود مین کوئی ایسا واقعہ بھی بتایا جاتا کہ ہزار یا پچاس انسان مرے اور فوراً دوسرے مقام پر وہ کسر پوری ہوگئی مذہبی حیثیت سے بھی ایسے واقعات کا پتہ اُنکے کتب مین نہین ۔

اور اسلامی واقعات اعادہ معدوم کے جو حشر ونشر مین ہونیوالے ہین اُنکے نظائر اُسی طرح کے اسلامی کتب ہی مین متعدد موجود ہین انبیاء کا مردہ زندہ کرنا حضرت خرقیل کا لاکھون مردہ ٹڈیونکو جو بخوف طاعون بھاگے گئے تھے اور ایک مقام پر مرکر رہ گئے اُن سبکو پانی چھڑک کر بحکم خدا زندہ کرنا زندہ ہونے پر اونکو شعور وادراک اس امر کا کہ ہم وہی ہین اور اپنے واقعات کو پورا پورا بتلانا یہ سب موجود ہین ان نظائر کا مذہبی ثبوت تو موجود ہی اور انکی فلاسفی کے بیان کا یہان محل نہین فلسفۃ الاسلام کتاب معاد ہماری ان جزئیات کی بحث کیواسطے کافی ہے ان واقعات کو اس مقام پر اجمالاً اس امر کی شہادت

کی غرض سے صرف پیش کیا ہی کہ اتفاقی قدرت نمائی خالق کی غرض سے بھی اگر مردہ زندہ ہونیکے واقعات اسلام نے بیان کیے ہین تو وہ بھی جسم کی شکل سے نہین بلکہ اسپیطرح جیسے ابتدا ہوئی تھی ویسا ہی وقتی اعادہ ہوا ہی جو مرا تھا وہی زندہ ہوا ہی کوئی دوسرا نہین یا کسی دوسرے قالب مین آیا ہے تفصیلی مباحث ہماری کتاب فلسفۃ الاسلام فزیالوجی اور فلسفۃ الاسلام معاد سے معلوم ہونگے۔

شبہہ ۱

یہ شبہہ نہ ہو کہ قانون ترکیب جسے بنایا گیا ہے اُس سے بھی فطری اختلاف تشکلات یا مذہبی مسخ بھی ممکن نہین ہے۔ اختلاف تشکلات کی مثالین اور اسباب جو بیان کیے ہین اسی طرح سے مسخ یہ بالکل قانون ترکیب خلاف نہین ہی۔ قانون ترکیب کا صرف یہ مقصود ہے کہ جس مرکب کے اجزا اُسی تناسب سے جب ایک جا ہونگے تو وہی مرکب بنے گا کوئی دوسرا نہ بنے گا اور اختلاف تشکلات مین شرائط وجودی انسانیت اسکے کامل نہین پائے جاتے اور اجزا مین بھی وہ تناسب نہین ہوتا جو انسانیت کے واسطے ضروری ہے۔

اور مسخ مین اتفاق وخرق عادت ہی جسکو اصطلاح طبعی مین صدفہ عمیا کہتے ہین یعنے قوانین طبعیہ کی چند بار مخالفت جسکا طبعی سبب نا معلوم ہو اور فلسفہ الہیہ مین اُسکو قادر کی قدرت نمائی کہتے ہین قانون طبعی وہی دائمی رہتا ہے چند واقعون کا اتفاقی طور پر ہونا حکمت طبعیہ مین بھی برابر رہتا ہے اُسکو حکمت الہیہ اور فلسفہ اسلامیہ مین قادر کی قدرت سے منسوب کرتے ہین جسم بھی اگر اتفاق ہوتا اور ہمیشہ نہ رہتا تو اُسمین بھی قانون طبعی کی مخالفت کو محض اس بنا پر مان لیتے بشرطیکہ اور کوئی خرابی نہ ہوتی لیکن جسم تو اصول طبعیہ کو قانونی حیثیت سے نکالے دیتا ہے اور صریحی خلاف قانون طبعی ہے

شبہ ۲

جبکہ اختلاف تشکلات مخلوق کا نیتجہ ہے اور فطرت انسانی و حیوانی مین داخل ہے تو پھر مسخ زیر قوت قوانین فطریہ رہا گنون اور اعمال کو اُسمین کیا دخل ہوا۔

اس بات کو خوب سمجھ لو کہ ہمنے اختلاف تشکلات کو اثبات مسخ مین اس بنا پر لکھا ہے کہ اختلاف تشکلات زیر قوانین طبعیہ ممکن ہی نہین بلکہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے پھر زیر قدرت قادر مطلق ایسا ہونا کیا دشوار ہے درصورتیکہ ہر مذہب والا تمام قوانین طبعیہ و فطریہ کو تحت قوت قادر مطلق مانتے ہین اور اُن قوانین طبعیہ کے تصرفات کو اُسی خالق کا اثر اور تصرف سمجھتے ہین اس صورت مین خالق کے کسی فعل اور قانون طبعی مین کیا فرق ہوگا دونون ایک ہی ہونگے"۔ لیکن پھر بھی مسخ اسلامی اور ان قوانین طبعیہ مین فرق ہے اور وہ بہت جزئی ہے۔

طبعیین نے اختلاف تشکلات انسانی مین ایک ادبی و اخلاقی سبب بھی اختلاف تشکلات کا بتایا ہے اور بڑے بڑے علماء و محققین اسکے حامی ہین انسان آداب و اخلاق مین ترقی سے شکل و شمائل مین بھی ترقی کرتا ہے اسی طرح سے آداب و اخلاق کے تنزل سے جنس بشری مین بھی انحطاط ہوتا ہے قدیم حکماء کے نزدیک بھی یہ مسلمہ امر تھا چنانچہ بہت سے تجربی ادلہ پیش کیے تھے منجملہ اُن کے کہا تھا کہ مرغی جب اذان دینا شروع کرتی ہے تو مثل مرغ کے خار بھی اُسکے برآمد ہوتے ہین اور نفس کا اثر جسم پر بھی ہوتا ہے موجودہ طبعیین نے بھی اسکی حمایت مین بہت سے ادلہ قائم کیے ہین دیکھو کتب فزیالوجی کو وہ اقوام جنھون نے اخلاقی و ادبی تنزل کیوجہ سے خلقت مین بھی تنزل کیا ہے اور جسمانی انحطاط بھی اُنمین پیدا ہوا ہے جو اقوام فزیالوجی مین "کریتان" "کاگو" وغیرہ کے نامون سے پکارے جاتے ہین اور اب یہ مسلم ہوگیا ہے کہ "عقل کا اثر طبیعت پر" لازمی

ہے انمین دو گروہ ہین ایک قائل ہے کہ تصورات ذہنیہ ایک خاص مادہ کی طرف مستحیل ہو جاتے ہین -

اور دوسرا گروہ قائل ہے کہ یہ تاثیر تصور کی ہے بدون ارادہ و اتصال اعصاب کے نفس اور تصور کا اثر طبیعت ہوتا ہے - بہرحال کچھ بھی ہو عقل کا اثر نفس و طبیعت پر اب بدیہی ہے جس کے حامی بڑے بڑے حکماء متقدمین و متاخرین ہین مثل "ابو قراط، ارسیتوط، بلینوس، غالینان، ستالج، فان، ہلمونت، ہوفمان، بوہراف، بلومنباش، ویکارت، مالبرانش، لوق، فولتیر، بیرانت، برولائی، ہیلیوودر، وغیرہ وغیرہ کے مسخ اسلامی اسی تغیر طبعی مین داخل ہے اخلاق و وآداب کے انحطاط اور عقلی زوال سے سیرت و صورت مین تغیر ہو جاتا ہے جو فطری طور پر تو تدریجی ہے لیکن مذہبی طور پر خالق کائنات نے چند قومون کو ایک بارگی آدمی سے جانور بنا دیا تھا اور انکی بداخلاقی کا یہ نتیجہ ہوا تھا کہ سیرت کے تغیر سے دفعتاً صورت بھی بدل گئی تھی اور وہ مسخ شدہ قومین دوسرون کے واسطے عبرت ہو گئی تھین - اخلاق کا اثر طبیعت پر ایسا شدید کر دیا گیا جس کی تدریجی تاثیر فوری تاثیر مین بدل گئی اور آدمی سے سور بندر ہاتھی بنگیا - نہ جسم کا سا حلول ہوا اور نہ خلاف قانون طبعی ہوا اگر کچھ ہوا تو اسی قدر کہ تاثیر قانون طبعی بڑھ گئی یہی اسلامی مسخ ہے جو جسم سے مختلف شکل رکھتا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال -